Al-Milal: Journal of Religion and Thought (AMJRT)

Volume 2, Issue 1
ISSN (Print): 2663-4392
ISSN (Electronic): 2706-6436
ISSN (CD-ROM): 2708-132X
Issue: http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/issue/view/4
URL: http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/article/view/66
Article DOI: https://doi.org/10.46600/almilal.v2i1.66

AMJRT
Hafiz Muhammad Sani, et al.

Title Historical and Evolutionary Analysis of Reasons and Causes of Objections of Orientalism on Prophet's Biography

Author (s): Hafiz Muhammad Sani, Bakhat Shaid

Received on: 02 November, 2019
Accepted on: 31 May, 20
Published on: 25 June, 2020

Citation: Sani, Hafiz Muhammad and Bakhat Shaid, "Historical and Evolutionary Analysis of Reasons and Causes of Objections of Orientalism on Prophet's Biography," *Al-Milal: Journal of Religion and Thought* 2 no. 1 (2020): 274-296.

Publisher: Pakistan Society of Religions

Click here for more

AMJRT 2:1 (2020) pp. 274-296 **ISSN: 2663-4392**

سیرت طیبہ پر استشراقی فکر کے اعتراضات کے اسباب و عوامل کا تاریخی وارتقائی جائزہ

Historical and Evolutionary Analysis of Reasons and Factors of Objections of Orientalism on Prophet's Biography

حافظ محمد ثانی *

بخت شید **

Abstract

Over the course of time and with the rapid increase in human population need for mutual relations become crucial. Resultantly on behalf of this closeness, separation, anti-standpoints and comparisons also emerged. As the time passed by hatred and hypocrisy and other social vices spread on large scale. Thus human society was waiting for such liberator who may lead and work for the betterment of this society. With the dawn of Islamic civilization all such issues were not only resolved but also provided with a model for containing the difference of opinion and multiple traditions under its unique worldview. Islamic History presents itself as a model where the minorities were provided with the opportunities of participating in political, social, educational and collective affairs. Thus in a society where tyranny, injustice, un-forbearance, religious intensity, terrorism and the activities of violating the human rights were very common, were substituted by the Islamic ideal of forbearance. It is argued here that the solution of all these issues was only in religion contrary to what is being claimed about an idea of social harmony where religion is not given its due position. Today its our dire need to develop a sense of harmony, modesty, affection and peacefulness among the masses of various religions of Pakistani society. It is further argued that for this very noble cause all the religious scholars and their followers can come forward playing their pertinent role.

Keywords: interfaith harmony, present era, divine books, religious personalities, peace

* ڈائریکٹر سیرت چیئر، صدر شعبہ قرآن وسنہ وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی، پاکستان drsani.fuuast@gmail.com۔

** پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ حدیث، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان bakhtshaid@gmail.com۔

تمہید

مستشرقین نے اہلِ یورپ کے سامنے مشرقی اقدار و روایات، تہذیب و ثقافت اور دین وعقیدے کی نامکمل، مبہم، قابلِ اعتراض اور موجبِ تنفر صورت پیش کرنے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی۔ استشراقی فکر کی کاوشوں کے نتیجے میں بہت سے اہلِ یورپ خاتم النبیین ﷺ اور دینِ اسلام کی حقیقت و حقانیت کے حوالے سے شکوک و شبہات میں پڑ گئے اور انہوں نے دینِ مبین، پیغمبرِ آخر الزمان ﷺ، دینی اقدار اور اسلامی روایات و تعلیمات سے نفرت شروع کی، اور دینی تعلیمات کو قابلِ نفرت اور خلافِ فطرت سمجھنے لگے، جس کا بنیادی سبب مستشرقین کی دسیسہ کاریاں، مکر و فریب اور اسلامی تعلیمات و اشخاص کو مسخ شدہ شکل میں پیش کرنا ہے۔ کئی یورپی ممالک میں باقاعدہ اکیڈمیاں اور ادارے ان مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قائم کئے گئے کہ وہ دنیا کے سامنے اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے بارے میں محسوس اور غیر محسوس طریقے سے منفی پروپیگنڈہ کریں اور دنیا کو اسلام اور نبی رحمت ﷺ سے متنفر کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مستشرقین کی کاوشوں کا سرسری جائزہ پیش کرنے کے لئے ذیل کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

> ایک اندازے کے مطابق گزشتہ ایک صدی میں یورپ میں روزانہ کے حساب سے اسلام کے بارے میں کسی نہ کسی زبان میں کوئی کتاب منظرِ عام پر آتی ہے۔ اس اندازے کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ 1800ء سے 1900ء تک نوے ہزار کتابیں اسلام کے بارے میں یورپ میں چھپ چکی ہیں۔ صرف امریکی ریاستوں میں اسلام کے بارے میں تقریباً پچاس مراکز قائم ہیں۔ جبکہ مستشرقین مختلف زبانوں میں تقریباً تین سو مجلات شائع کرتے ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے اس حوالے سے درجنوں بین الاقوامی سیمینار منعقد کروائے۔[1]

مستشرقین نے جن موضوعات کو بطورِ خاص میدانِ تحقیق بنایا، اور ان پر مختلف جہات سے حملہ آور ہونے کی کوشش کی، ان میں خاتم النبیین ﷺ کی سیرتِ طیبہ سرِ فہرست ہے، چنانچہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر مختلف قسم کے خلافِ حقیقت اور بعید از قیاس اعتراضات کئے گئے، آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی اور حیاتِ طیبہ کے مختلف اقدامات اور شعبوں کو ہدفِ تنقید بنایا گیا۔ ان کی تحقیقات و اعتراضات کا دائرہ کار امام المرسلین ﷺ کی شخصیت، ارشادات و تعلیمات، سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوت و رسالت، امام الانبیاء ﷺ کی خانگی زندگی، تعددِ ازواج، سید الاولین والآخرین ﷺ کے عسکری و تبلیغی مہمات و پالیسیاں اور نبوی معاہدات و اقدامات تک وسیع رہا ہے۔ مستشرقین کی یہ کارستانیاں کسی ایک عشرے یا صدی پر محیط نہیں ہیں بلکہ اس کی ایک

---

[1] اکرم ضیاء العمري، **موقف الاستشراق من السنة والسيرة النبوية**، (المدينة المنورة: الجامعة الإسلامية، س۔ن)، 56۔

طویل تاریخ اور تسلسل ہے۔ مستشرقین کا رسول اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات کو ہدفِ تنقید بنانے کے بہت سے اسباب اور عوامل ہیں، اس آرٹیکل میں سیرتِ طیبہ پر مستشرقین کے اعتراضات کے بنیادی اسباب وعوامل اور تاریخ وارتقاء کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ ان کے اعتراضات کی اصل حقیقت سمجھنے میں آسانی ہو۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

خاتم النبیین امام المرسلین ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر اتنا وسیع اور ہمہ جہت علمی کام ہوا ہے جس کی مثال انسانی تاریخ میں پیش نہیں کی جاسکتی۔ مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں نے بھی آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر کتابیں لکھی ہیں، تاہم بیشتر اربابِ استشراق کی تصانیف کا مقصد آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ ﷺ کے اقدامات کو ہدفِ تنقید بنانا اور موردِ الزام ٹھہرانا ہے، چنانچہ حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور کردار کے حوالے سے ان نکات کو اچھالا گیا جو عام اذہان پر منفی اور خطرناک اثرات مرتب کرسکیں۔ اس حوالے سے سر ولیم میور (Sir William Muir) کی کتاب "Muhammad and Islam"[2]، ایڈورڈ گبن (Edward Gibbon) کی کتاب "The Decline and Fall of The Roman Empire"[3]، ول ڈیورنٹ (Will Durant) کی کتاب "The Age of Faith"[4]، گستاو وائل (Gustave Weil) کی "History of the Islamic Peoples"[5]، ایرک بیتھمین (Erich Bethman) کی "Bridge To Islam"[6] آدم کی کتاب "Mohammad and Muhammadism"، اہرن کی "Mohammadals Religions stifter"، ارونگ کی "Life of Mohomet"، اسمتھ کی "Muhammad and Muhammadenism"، بروکس کی "Islam"، بروکلمان کی "Histoty of the Islamic people"، جیفرے کی "Islam Mohammad and his religion"، واٹ کی دو کتابیں "Muhammad at Mecca" اور "Muhammad at Medina"، میناز یس کی "The life and the religion of Mohammad and

---

[2] William Muir, *Muhammad and Islam* (New Delhi: Cosno Publications, 2010), 17, 148.

[3] Edward Gibbon, *The Decline and Fall of the Roman Empire* (New York: Every man’s edition, 2013), 2:694.

[4] Will Durant, *The Age of Faith* (New York: Simon and Schusrer, 2011), 172, 173.

[5] Gustav Weil, *History of the Islamic Peoples,* (India: Sagwan Press, 2018), 18-19.

[6] Erich Bethman, *Bridge to Islam*,(United States:Whitefish MT,Literary Licensing, LLC,2011),33.

"the Prophet of Arabia" اور گولڈ زیہر کی "Mohammad and Islam" اور اس طرح کی دیگر کتبِ مستشرقین میں اسلامی تعلیمات بالخصوص رسول اکرم ﷺ کی پاکیزہ سیرت اور اسوہ حسنہ کو ہدفِ تنقید اور معرضِ بحث بنایا گیا ہے۔[7]

یہ بھی حقیقت ہے کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مستشرقین کی حکمتِ عملی تبدیل ہوتی گئی چنانچہ انہوں نے تعصب اور جذباتیت کے دائرے سے نکل کر علمیت، عقلیت اور استدلال کے طریقے استعمال کرنے شروع کئے۔ مستشرقین نے آپ ﷺ کی زندگی کے جن گوشوں پر نقد کیا ہے، اہلِ اسلام نے ان کا علمی، مدلل اور مُسکت جواب دیا ہے، جس کا آغاز انیسویں صدی کے اواخر سے ہوا ہے، چنانچہ سر سید احمد خان جیسے تجدد پسند نے بھی اپنے ہم عصر مستشرق سر ولیم میور کی کتاب (The Life of Muhammad) پر اپنی کتاب **خطبات احمدیہ** میں تنقید اور محاکمہ کیا ہے۔[8] اس کے علاوہ جسٹس امیر علی، قاضی سلیمان منصور پوری اور پروفیسر سید نواب علی کے نام اس حوالے سے قابلِ ذکر ہیں۔

اسی طرح اکرم ضیاء العمری کی **موقف الاستشراق من السنۃ والسیرۃ النبویۃ**[9]، زکریا ہاشم کی "المستشرقون والاسلام"، ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی "عہدِ نبوی میں نظامِ حکمرانی"، عبدالشکور لکھنوی کی "غزوات النبی"، ثناء اللہ امرتسری کی "مقدس رسول"، مظہر الاسلام کی "دافع الاوہام فی خیر الانام"، حفیظ الرحمان کی "سرور دو عالم"، محمد ادریس کاندھلوی کی "سیرتِ مصطفیٰ"، سید صباح الدین عبدالرحمان کی "اسلام اور مستشرقین"[10]، قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی "رحمۃ للعالمین"، اشرف علی تھانوی کی "کثرت الازدواج لصاحب المعراج"، سید حبیب الحق ندوی کی "اسلام اور مستشرقین" جیسی کتابوں میں سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت خصوصاً مستشرقین کے شبہات واعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ پروفیسر محمد اکرم رانا نے "محمد رسول اللہ ﷺ، مستشرقین کے خیالات کا تجزیہ" کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس میں سرورِ کونین ﷺ کے سیاسی، جہادی، معاشی اور معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کلام کیا ہے اور مستشرقین کے شبہات کے جوابات دیئے ہیں[11]۔

---

[7] محمد شکیل صدیقی، **برصغیر پاک وہند میں سیرت نگاری کے رجحانات** (مقالہ ڈاکٹریٹ، جامعہ کراچی، 2015ء)، 135، 136۔

[8] سید احمد خان، **خطبات احمدیہ** (لاہور: دوست ایسوسی ایٹس، س۔ن)۔

[9] ضیاء العمري، **موقف الاستشراق من السنۃ والسیرۃ النبویۃ**۔

[10] یہ کتاب سات جلدوں میں دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ہندوستان سے چھپی ہے۔ اس میں مختلف اہلِ علم کے مقالات شائع ہوئے ہیں، اور اسلام کے مختلف پہلوؤں پر مستشرقین کی طرف سے جو شبہات کے گئے ہیں ان کا علمی ومدلل انداز میں جواب دیا گیا ہے۔

[11] محمد اکرم طاہر، **محمد رسول اللہ ﷺ مستشرقین کے خیالات کا تجزیہ** (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، 2014ء)۔

مستشرقین کے اعتراضات اور سیرتِ طیبہ کے دفاع کے حوالے سے سب سے نمایاں اور قابلِ اعتماد کام شبلی نعمانی کی "سیرت النبی" ہے، جس میں مولف مرحوم نے ایسے سینتیس (37) مستشرقین کے نام، وطن، تصانیف اور زمانہ تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے سید المرسلین ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور اسلامی اصول پر لکھا ہے [12]۔ اسی طرح کرم شاہ الازہری نے اپنی مایہ ناز تصنیف "ضیاء النبی" کی ساتویں جلد میں حدیثِ نبوی اور سیرتِ طیبہ پر مستشرقین کے اعتراضات وشبہات کے مدلل جوابات دیئے ہیں، اور اس ضمن میں تعددِ ازواج، فوجی مہمات اور رسول اکرم ﷺ کے مختلف اقدامات پر مستشرقین کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے [13]۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی نے اپنی کتاب "سیرتِ نبوی ﷺ پر اعتراضات کا جائزہ" میں نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کی تعلیمات واقدامات پر وارد ہونے والے اعتراضات کا تفصیلی محاکمہ پیش کیا ہے [14]۔ تاہم سیرتِ طیبہ پر مستشرقین کے اعتراضات کے اسباب وعوامل پر کوئی مستقل کتاب یا آرٹیکل مقالہ نگار کی معلومات کے مطابق دستیاب نہیں ہے۔ اس لئے اس مقالے میں مستشرقین کے اعتراضات وشبہات کے اسباب وعوامل کا تاریخی وارتقائی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ مستشرقین کی کتابوں اور تحریرات کے پسِ پردہ حقائق اور اسباب وعوامل کی حقیقت واضح کی جاسکے۔

سیرتِ طیبہ پر مستشرقین کے شبہات کے بنیادی اسباب

اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف عداوت، اظہارِ نفرت، اعتراضات واتہامات اور پیکرِ عفت وعصمت ﷺ کی ذاتِ اقدس پر تعددِ ازواج اور جنسی طومار کھڑا کرنے کی بہت سی وجوہات اور اسباب ہیں جن کے پیشِ نظر مستشرقین آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کو معرضِ اعتراضات ٹھہراتے ہیں، ان میں سے چند بنیادی اور اہم وجوہات حسبِ ذیل ہیں:

پہلا سبب: مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مسلح وفکری تصادم

امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات گرامی سے متعلق دنیائے عیسائیت اور ملتِ اسلامیہ کے نکتہ ہائے نظر میں ایک ناقابلِ عبور خلیج کا فرق ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے رسالت مآب ﷺ درجہ کمال کے پیغمبر، خالص توحید

---

[12] شبلی نعمانی، **سیرت النبی** (لاہور: مکتبہ مدنیہ، 1408ھ)، 1:67، 69۔

[13] کرم شاہ الازہری، **ضیاء النبی** (لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز، 1420ھ)، 7۔

[14] محمد شمیم اختر قاسمی، **سیرتِ نبوی ﷺ پر اعتراضات کا جائزہ** (لاہور، مکتبہ قاسم العلوم، س ن)۔

کے شارح اور ایمان داری، پاکیزگی، راست بازی، دیانت داری اور اخلاق عالیہ جیسی صفات کا کامل واکمل اور ارفع نمونہ ہیں۔ جبکہ دنیائے عیسائیت کے لیے نبی رحمت ﷺ کی ذات گرامی مختلف پہلوؤں سے شدید زہریلے اور انتہائی معاندانہ حملوں کا ہدف بنی ہوئی ہے۔

رسولِ رحمت ﷺ کی شخصیت وکردار کے جائزے میں اس اختلافی صورت حال کو سمجھنے کے لیے تاریخ کے پسِ منظر اور تناظر سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ جس سے یہ امر بخوبی آشکار اور واضح ہو جائے گا کہ سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے بارے میں دنیائے عیسائیت اپنے متعصبانہ طرزِ عمل میں کہاں تک حق بجانب ہے اور کیا ان کا سارا زاویہ فکر مخالفانہ طرزِ تخاطب اور نفرت وحقارت کی نشان دہی نہیں کرتا؟

پہلا قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ یہ عیسائی ہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کے ساتھ محاذ آرائی اور جنگ کا آغاز کیا اور وہی ہیں جو اب تک صلیبی ذہنیت کے ساتھ اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہیں، اپنی تمام تر تلخی اور شدت، اپنے تمام تر مکروہ اور ناپاک عزائم کے ساتھ جو تمام تر تاریخی صداقت اور حقیقت سے قطعاً مختلف ہے۔

اسلام دینِ انسانیت اور ایک عالمگیر، ابدی اور کامل ومکمل ضابطہ حیات ہے۔ سیّد الانبیاء، امام الانبیاء والمرسلین اور خاتم النبیین ﷺ بنا کر مبعوث کیے گئے۔ اسلام کی آفاقیت اور عالمگیریت کے اظہار کے لیے خاتم الانبیاء، ہادیِ عالم، سید الانبیاء ﷺ نے صلح حدیبیہ [15] سے واپسی پر ذی الحجہ 6ھ میں فرماں روایانِ عالم اور سلاطین کے نام دعوتِ اسلام کے پیغامات ارسال فرمائے۔ صلح حدیبیہ کی بدولت عارضی جنگ بندی اور پر امن بقائے باہمی کے ایام میں دعوتِ اسلام اور تبلیغِ احکام کے دروازے دنیائے انسانیت کے لیے کھل گئے اور مختلف ممالک کے حکمرانوں کو دعوت اسلام کے خطوط ارسال کیے گئے۔[16] مورخ واقدی کے مطابق یہ خطوط چھ ہجری (6ھ) کے اخیر میں صلح حدیبیہ کے بعد ذی الحجہ کے مہینے میں روانہ کیے گئے۔ جبکہ بعض سیرت نگاروں

---

15 صفی الرحمان مبارک پوری، **الرحیق المختوم** (لاہور: المکتبۃ السلفیۃ، س ن)، 459–474۔

16 محمد بنِ جریر بن یزید طبری، **تاریخ الامم والملوک** (قاہرہ: دارالمعارف، س۔ ن) 3 : 84؛ ابو عبداللہ محمد بن سعد، **الطبقات الکبریٰ** (بیروت: دار صادر، س۔ن)، 1:475؛ ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، **شرح المواہب اللدنیہ** (قاہرہ: مطبع الازہریہ، س۔ن)، 3:334۔

کی رائے یہ ہے کہ یہ خطوط سات ہجری (7ھ) میں روانہ کیے گئے۔ ممکن ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے شاہانِ عالم کے نام خطوط بھیجنے کا ارادہ 6ھ کے اخیر میں فرمایا ہو اور 7ھ میں یہ خطوط روانہ فرمائے ہوں۔ [17]

اسلام اور عیسائیت کی کشمکش کا نکتہ آغاز: غزوہ موتہ

ہادی عالم ﷺ نے جب سلاطینِ عالم اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو عیسائی حاکم شرحبیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا، جو کہ قیصرِ روم کی طرف سے شام کے علاقے بلقاء کا امیر تھا۔ حضرت حارث بن عمیر جب رسالت مآب ﷺ کا خط مبارک لے کر مقامِ موتہ [18] پہنچے تو شرحبیل نے ان کو مضبوطی سے بندھوا کر قتل کرادیا۔ سفیروں اور قاصدوں کے ساتھ بد سلوکی یا ان کا قتل ہر دور میں انتہائی بد ترین جرم سمجھا گیا ہے۔ جو اعلانِ جنگ بلکہ اس سے بھی بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا جب پیغمبرِ خدا ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ پر یہ بات سخت گراں گزری، اور رسولِ رحمت ﷺ نے اس علاقے پر فوج کشی کے لیے تین ہزار کا لشکر تیار کیا، یہ سب سے بڑا اسلامی لشکر تھا، اس سے پہلے جنگِ احزاب کے علاوہ کسی اور غزوے یا سریے میں اتنی بڑی عسکری تعداد کی شرکت کا پتہ نہیں چلتا۔ [19]

اسلام اور دنیائے عیسائیت کے درمیان کشمکش کا نکتہ آغاز "غزوہ موتہ" ہے۔ اس تاریخی غزوے کو صلیبی جنگوں کے اسباب میں سے اولین سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔ سید الاولین والآخرین ﷺ نے اس تاریخ ساز معرکے میں اسلامی تاریخ کے نام ور سپاہ سالاروں کو کمان دار مقرر فرمایا۔ چنانچہ نامور صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر لشکر مقرر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر زید بن حارثہ قتل ہو جائیں، تو ان کے بعد حضرت جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں، اگر وہ

---

[17] عبد الحق محدث دہلوی، **مدارج النبوۃ** (سکھر: مکتبہ نوریہ، 1977ء)، 2: 294؛ محمد ادریس کاندھلوی، **سیرۃ المصطفیٰ** (لاہور: مکتبہ عثمانیہ، 1992ء)، 2:2۔ سلاطینِ عالم کے نام رسول اللہ ﷺ کے خطوط کے متن اور دیگر تفصیلات کے لیے دیکھیے: محمد حمید اللہ، **الوثائق السیاسیہ فی العہد النّبوی ﷺ** (قاہرہ: لجنۃ التالیف والترجمہ، 1941ء)۔

[18] موتہ میم کے پیش اور واو ساکن کے ساتھ۔ اردن میں بلقاء کے قریب ایک آبادی کا نام ہے۔ مبارک پوری، **الرحیق**، 526۔

[19] احمد بن علی بن حجر عسقلانی، **فتح الباری** (بیروت: دار المعرفۃ، 1379ھ)، 7: 392؛ ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 2: 128؛ محمد بن عبد الباقی زرقانی، **شرح مواہب اللدنیہ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1417ھ)، 2: 268۔

بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ سردار لشکر ہوں اور اگر عبداللہ بھی جامِ شہادت نوش کریں تو مسلمان جسے چاہیں اپنا امیر بنالیں۔"اسی بناءپر اس غزوے کو"غزوہ جیش الامراء" بھی کہا جاتا ہے۔[20]

غزوہ موتہ کے شرکاء کو آپ ﷺ نے یہ وصیت بھی فرمائی کہ جس مقام پر حضرت حارث بن عمیر شہید کیے گئے تھے، وہاں پہنچ کر اس مقام کے باشندوں کو دینِ حق کی طرف بلائیں، اگر وہ لوگ اسلام قبول کرلیں تو بہتر، ورنہ اللہ سے مدد مانگیں، اور خالقِ کائنات اور اس کے حبیب ﷺ کے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ نیز نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر، اللہ کے راستے میں، اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرو اور دیکھو معاہدے کی خلاف ورزی نہ کرنا، خیانت سے اجتناب کرنا، کسی بچے اور عورت اور انتہائی عمر رسیدہ بوڑھوں کو اور گرجا گھروں میں مقیم تارک الدنیا افراد کو قتل نہ کرنا، کھجور اور درخت نہ کاٹنا اور کسی کی عمارت کو منہدم نہ کرنا۔[21]

موتہ کے تاریخی مقام پر اسلام اور عیسائیت کے درمیان تاریخ ساز معرکہ "غزوہ موتہ" وقوع پذیر ہوا، تین ہزار مجاہدین کی مختصر جماعت دولاکھ ٹڈی دل کے طوفانی حملوں کا مقابلہ کررہی تھی۔اس تاریخی معرکے میں رسالت مآب ﷺ کے مقرر کردہ تینوں امرائے جیش جرات وشجاعت کی ایک بے مثال تاریخ رقم کرکے یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے۔ بعدازاں سیف اللہ والرسول حضرت خالد بن ولید کو مسلمانوں نے اپنا امیر مقرر کیا جو خود اس معرکے میں جرات واستقامت کی لازوال داستان رقم کررہے تھے، لڑتے لڑتے اور کفار کو جہنم رسید کرتے کرتے ان کی نو تلواریں ٹوٹ گئیں، صرف ایک یمنی تلوار ان کے ہاتھ میں باقی رہ گئی تھی۔[22] آپ نہایت حُسنِ تدبیر، معاملہ فہمی اور جنگی حکمتِ عملی کی بدولت صحابہ کرام کی بقیہ جماعت کو دشمن کے نرغے سے بچاکر اور جرات وشجاعت کی تاریخ رقم کرکے مدینہ طیبہ میں حاضرِ خدمتِ نبوی ﷺ ہوئے۔ یہ اسلام اور عیسائیت کے درمیان پہلی کشمکش یابہ الفاظ دیگر عیسائیوں کی طرف سے اسلام کے خلاف صلیبی جنگوں کا نکتہ آغاز تھا۔[23]

---

[20] العسقلانی، **فتح الباری**،7:393؛زرقانی، **شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ**،3:339۔

[21] قاضی محمد سلیمان منصورپوری، **رحمۃللعالمین ﷺ**(کراچی: دارالاشاعت، 1411ھ)،2:271؛مبارکپوری، **الرحیق المختوم**،527۔

[22] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المغازي، باب غزوۃ مؤتۃ من أرض الشام (بیروت، دارابن کثیر، 1407ھ)، حدیث:4018،67۔

[23] Robert P. Gwinn. History of Arabs, "*Encyclopedia Britannica* (Oxford, U.K: Oxford University Press, 1947, 9th Edition), 16:656.

عیسائیوں کے ساتھ دوسرا تصادم: جیشِ اسامہ

عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کا دوسرا مسلح تصادم جیشِ اسامہ کی صورت میں ہوا۔ رحمت للعالمین ﷺ نے وصال سے قبل (26) صفر بروز دوشنبہ (11)ھ کو رومیوں کے مقابلے اور جنگ موتہ کے انتقام کے لیے لشکر کی روانگی کا حکم دیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں غزوہ موتہ واقع ہوا جس میں حضرت اسامہ کے والد حضرت زید بن حارثہ، جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ سالارانِ لشکر شہید ہوئے۔

یہ رسالت مآب ﷺ کی آخری عسکری مہم تھی اور رحمتِ عالم ﷺ کی فرستادہ افواج کی آخری فوج تھی۔ اسامہ بن زید بن حارثہ کو آپ ﷺ نے اس لشکر کا امیر اور سردار مقرر کیا۔ اس لشکر میں مہاجرین اولین اور جلیل القدر صحابہ کرام شامل تھے۔ پنج شنبہ کو باوجود شدید علالت اور مرضِ وصال کے رسالت مآب ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے نشان بنا کر حضرت اسامہ کو دیا اور ارشاد فرمایا:

أغز بسم الله في سبيل الله، فقاتل من كفر بالله'' [24]

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نام پر، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو اور اللہ سے کفر کرنے والوں سے مقاتلہ کرو۔

رسالت مآب، سید الاولین والآخرین ﷺ کے وصال کے بعد عیسائیوں نے دگرگوں حالات سے فائدہ اٹھانا چاہا اور نو خیز اسلامی ریاست کو غیر مستحکم کرنے کے لیے ہر ممکن سازشیں شروع کیں۔ خلیفہ اوّل، سیّدنا صدیقِ اکبر نے نہایت جرات واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی تکمیل اور پیروی میں جیشِ اسامہ کو روانہ کیا، جنہوں نے اس دور کی عیسائی دنیا کو بدترین شکست سے دوچار کر کے اسلام کے غلبے اور دینِ مبین کی اشاعت میں مثالی کردار ادا کیا۔ سیّدنا صدیقِ اکبر کے بعد دیگر خلفائے راشدین اور اموی حکمرانوں نے اس مشن کو جاری رکھا۔ دورِ رسالت میں یہودیوں اور عیسائیوں کی اسلام اور رسول اکرم ﷺ کے خلاف محاذ آرائیاں مستشرقین کی معاندانہ سرگرمیوں کی بین ثبوت ہے، جب میدانِ جنگ میں انہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے اپنا انداز تبدیل کر کے قلمی جنگ کا آغاز کیا۔ "اس قلمی جنگ کو مشرق اور مغربی اہلِ کتاب نے آٹھویں صدی عیسوئی میں شروع کیا۔ اہلِ کتاب کا مشرقی نمائندہ یوحنا (676۔

[24] أبو الفرج عبد الرحمن بن علي ابن الجوزي، **المنتظم في تاريخ الملوك والأمم**، محقق۔ محمد عبد القادر عطاء، مصطفى عبد القادر عطاء، (بیروت: دار الكتب العلمية، 1412ھ)، 4:16؛ کاندھلوی، **سیرۃ المصطفیٰ**، 2:244۔

749ء) مسلمان خلیفہ ہشام کے دور میں سرکاری خزانے میں ملازم تھا، چنانچہ وہ ملازمت چھوڑ کر فلسطین کے گرجے میں گیا اور وہاں مسلمانوں کے خلاف کتابیں لکھنے لگا۔"[25]

اس تفصیل سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ عیسائیت اور اسلام کے درمیان مسلح کشمکش کا سلسلہ طویل عرصے سے جاری ہے، اور یہی بنیادی سبب ہے جس کے باعث مستشرقین نے اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کا موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور سیرتِ طیبہ پر طرح طرح کے اعتراضات کئے ہیں۔

دوسرا سبب: اسلامی ریاست کی فتوحات اور ہمہ گیر اثرات

تاریخی شواہد اور واقعات کو مدِ نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکت، تعلیمات اور خاتم النبیین ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر مستشرقین کے شبہات و اعتراضات کا ایک سبب اسلامی ریاست کا دن بدن وسعت اختیار کرنا اور مختلف عیسائی ریاستوں اور علاقوں کا اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں ہونا ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ لوگ اپنے ملک و ملت کی خاطر جان و مال کی قربانیاں دیتے ہیں، اور اپنے مدِ مقابل کا ہر ممکن طریقے سے مقابلہ کرنا باعثِ افتخار اور ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ دینِ متین اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کامل و مکمل مذہب اور دین ہے، جس نے پوری دنیا میں پھیلنا ہے اور اس کے ابدی قوانین کی عملی تنفیذ کے واسطے دنیا کے مختلف خطوں نے اس کے زیرِ تسلط آنا ہے تاکہ خالقِ کائنات کی طرف سے عطا کردہ قوانین، احکامات و ہدایات کی عملی تنفیذ سے دنیا ان کے فوائد و ثمرات اور افادیت و برکات کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے اور کسی کو اس کے قانونِ الٰہی اور دنیوی و اخروی نجات کا باعث ہونے میں ذرہ برابر کا کوئی شبہ نہ رہے۔ اس وجہ سے اسلام نے اپنی تاثیر و جامعیت اور عین فطری ہونے کی بناء پر بہت جلد دنیا کے مختلف اقوام کو متاثر کر کے رکھ دیا جس کے نتیجے میں یہ بڑی تیزی سے دنیا کے مختلف اطراف و اکناف میں پھیل گیا، اور اسلامی قانون دنیا کے مختلف حصوں میں رائج ہو کر وہ علاقے اسلامی سلطنت کے زیرِ تسلط آگئے۔ جس کے نتیجے میں مختلف غیر مسلموں بالخصوص بعض عیسائیوں کے دلوں میں نفرت کی آگ بھڑک اٹھی اور انہوں نے رحمتِ عالم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو موردِ الزام اور ہدفِ تنقید بنانا شروع کر دیا۔

بیزنطینی سلطنت کے شام، فلسطین اور مصر جیسے علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ جو کہ مشرقی چرچ کے مضبوط گڑھ تھے، عربوں کی جانب سے شمالی افریقہ، اسپین اور صقلیہ کی فتح اور روم تک فاتحانہ پیش قدمی، ترکوں کا عروج، مشرقی اور وسطی یورپ میں ان کی شان دار فتوحات کا سلسلہ ، یعنی عیسائی دنیا کے قلب پر ان کی دستک، مغربی دنیا کی جانب سے صلیبی جنگوں کا آغاز اور ان

[25] ضياء العمري، **موقف الاستشراق من السنة والسيرة النبوية**، 65۔

میں ان کی بھیانک شکست، مغربی سامراج کی ایک نئی لہر، اس کی پیش قدمی، پسپائی اور زوال پذیری، عیسائی مبلغین کی جانب سے مسلمانانِ مشرق کو عیسائی بنانے کی کوششوں میں عبرت انگیز ناکامی، ان تمام باتوں نے مل جل کر عناد کو جنم دیا، نفرت اور تعصب کو پروان چڑھایا اور اسلام اور سید الاولین والآخرین ﷺ کے خلاف اہلِ مغرب (دنیائے عیسائیت) کے دلوں میں نفرت، عداوت اور تلخی کے بیج بو دیے گئے[26]۔ جبکہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف جو نفرت پھیلائی گئی، آپ ﷺ کی سیرت و کردار کو جس طرح موضوع بحث بنایا گیا اس بحث کا بنیادی محور رسول اللہ ﷺ کی ذاتی اور نجی زندگی بالخصوص تعدّد ازواج اور آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی قرار پائی۔ نبی رحمت ﷺ کے خلاف منافرت اور اظہارِ عداوت کا نکتہ عروج کارزارِ صلیب تھا۔

استشراقی فکر کے ارتقاء میں صلیبی جنگوں کا کردار

اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لیے صلیبی جنگیں تقریباً پانچ سو سال تک جاری رہیں اور پانچ صدیوں میں وقفے وقفے سے یورپ کی مشترکہ عسکری قوت مسلم شرق اوسط پر زندگی کے لیے موت اور آبادی کے لیے ویرانی کے دیو کی طرح منڈلاتی رہی۔ 1099ء میں پہلی خون آشام جنگ ہوئی۔ دوسری صلیبی جنگ 1147ء میں لڑی گئی اور تیسری معروف صلیبی جنگ معروف فاتح صلاح الدین ایوبی اور شہنشاہ انگلستان رچرڈ کے درمیان 1189ء سے 1193ء تک جاری رہی۔ چوتھی صلیبی جنگ 1203ء اور 1204ء کے درمیان لڑی گئی، اور 1217ء میں پانچویں صلیبی جنگ پیش آئی۔ چھٹی صلیبی جنگ کا واقعہ 1228ء میں پیش آیا۔[27]

جب یہ تمام کوششیں اور کاوشیں ناکام ہو گئیں تو مسلمانوں کی تاراجی کے لیے اہلِ صلیب نے منگول قوت کے ساتھ عسکری اتحاد قائم کیا۔ جس کے نتیجے میں زوالِ بغداد کا واقعہ 1258ء میں پیش آیا، آٹھویں صلیبی جنگ 1271ء میں پیش آئی، نویں صلیبی جنگ 1365ء اور آخری دسویں صلیبی جنگ 1464ء میں پیش آئی۔

ان صلیبی جنگوں اور خون آشامیوں کا تعلق مستشرقین سے بڑا گہرا ہے۔ کیونکہ پانچ صدیوں میں یورپ کے مفکرین، مولفین اور شعراء اسلام اور نبی رحمت ﷺ کے خلاف مسیحی جذبات کو گدگداتے، اسلام اور مسلمانوں کی تاراجی پر ابھارتے، اور

---

[26] ظفر علی قریشی، **شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ** (سرگودھا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، س۔ن)، 8۔

[27] https://ur.wikipedia.org/wiki/صلیبی_جنگیں

ان کے اندر شہادت کا جذبہ پیدا کر کے آمادہ پیکار ہونے کی روح پھونکتے رہے۔ صلیبی جنگوں کی پانچ سو سالہ تاریخ(1099ء ۔1464ء) کے دوران یعنی گیارہویں صدی عیسوی سے پندرہویں صدی عیسوی تک مستشرقین نے دینِ اسلام اور سید الاولین والآخرین ﷺ کے خلاف معاندانہ لٹریچر تیار کیا۔ تمام صلیبی جنگوں میں یورپ کی مشترکہ عسکری قوت کا دیوالیہ نکل گیا۔ اسی شکستِ فاش کی بناء پر عیسائی دنیا میں دینِ متین اور نبی آخر الزماں ﷺ کے خلاف نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ یہ در حقیقت رحمتِ عالم ﷺ کے خلاف نفرت اور تعصب کا امنڈتا ہوا ایک طوفان تھا، ہر قسم کے غلیظ القابات اور جنسی اتہامات ذاتِ نبوی ﷺ سے منسوب کیے گئے۔[28]

تیسرا سبب: اسلام کی عالمگیریت و کاملیت

دینِ اسلام اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے بارے میں عیسائیوں کے نکتہ ہائے نظر میں فرق کا ایک واضح سبب یہ بھی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ امام الانبیاء، سیّد الانبیاء والمرسلین اور خاتم النبیین کی حیثیت سے مبعوث کیے گئے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد تمام ادیان اور شرائع و مذاہب منسوخ قرار پائیں۔ اسلام دینِ کامل اور ابدی ضابطہ حیات اور امام الانبیاء ﷺ آخری نبی و رسول ہیں۔ یہ مخاصمت اور تنازع کا مذہبی پہلو ہے۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ عیسائیت مذہب کی آخری اور مکمل شکل ہے۔ چنانچہ عیسائی مصنف جارج فشر(George Fisher) کہتا ہے: "ہم کہتے ہیں کہ عیسائیت، مذہب کی تمام و کمال صورت ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک قطعی مذہب ہے۔ یہ ارتقاء کے طویل عمل کا حتمی نتیجہ ہے، بلکہ یہ اس پیغامِ ربّانی کی تکمیل کے مرحلے یا اسے مکمل کرنے کا نقطۂ عروج ہے جو اس سے قبل نازل ہوا۔"[29] ڈبلیو منٹگمری واٹ(Watt, W. Montgomery) پرزور طریقے سے اعلان کرتا ہے: "عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں اس سب کو صحیح کر دیا گیا جو دنیا میں غلط اور نادرست تھا۔"[30]

اس حوالے سے دلیل کی دنیا میں جب عیسائیت کو اسلام کے مقابلے کی ہمت نہ رہی تو بعض مستشرقین نے رسالت مآب ﷺ کی ذاتِ اقدس پر اعتراضات و شبہات کا سلسلہ شروع کر لیا تاکہ اصل مسئلے کو پسِ پشت ڈال کر کسی طرح دینِ برحق اور امام المرسلین ﷺ کی (العیاذ باللہ) بدنامی کر کے لوگوں کو اس سے دور رکھا جائے، اور اسلام کی اشاعت اور ترقی کو روکا جا

---

[28] حبیب الحق ندوی، **اسلام اور مستشرقین**، مرتب۔ سیّد صباح الدین عبدالرحمن (اعظم گڑھ: دارالمصنفین، 1986ء)، 3:19۔

[29] George Fisher, *The Beginning of Christianity* (New York: Scribner, Armstrong & co. 1886.), 25.

[30] William Montgomery Watt, *The Cure for Human Ills* (London: S.P.C.K. 1959), 37.

نیز دیکھیے: ظفر علی قریشی، **شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ**، 9۔

سکے، جبکہ اسلام اپنی فطرت کی وجہ سے روز بروز بڑھتا چلا جاتا ہے اور جتنی زیادہ اس کی مخالفت کی جارہی ہوا تنے ہی زیادہ لوگ اس کے آغوش میں پناہ گزیں ہو کر ترقی کی راہ پر گامزن ہونے لگتے ہیں اور اسلام پہلے سے زیادہ مضبوط اور توانا ہو کر دنیا کے سامنے آتا ہے۔

سیرت طیبہ کو ہدفِ تنقید بنانے والے چند معروف مستشرقین

پیکرِ عفّت وعصمت، محسنِ انسانیت، ہادیِ برحق، ختمی مرتبت، سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرت وسنت اور حیاتِ طیبہ پر مغرب کی متعصب عیسائی دنیا میں اعتراضات واتہامات (بالخصوص رسول اللہ ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں یعنی تعدّدِ ازواج، (Poly Gamy) کو ہدفِ تنقید بنانے میں بہت سے مستشرقین نے حصہ لیا۔ رسول اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ بالخصوص تعدّدِ ازواج کے حوالے سے پیکرِ عفو ورحمت ﷺ کے دامنِ عفّت وعصمت پر الزامات عائد کرنے والے مستشرقین میں سر ولیم میور[31] (Muir, Sir William)۔ ایڈورڈ گبن[32] (Gibbon, Edward) آر اے نکلسن[33] (Nicholson, Renald Alleyne)۔ فلپ شاف (Philip Schaff)[34]۔ ایرک بیتھ مین (Erich Bethman)[35]۔ گستاو وائل (Gustave Weil)[36]۔ ول ڈیورنٹ[37] (Will Durant)۔ جیمز کر ٹزک (James Kritizeck)[38] کے علاوہ ہلدی برٹ (Hilde Bert)، آندرے ڈینڈلو، فرانسس بیکن (Francis Bacon) راہب یولوجیس (Euliogius) جان لڈگیٹ (J.Lidgate) اور عصر حاضر کے سلمان رشدی کے نام سیرت طیبہ سے نفرت، عداوت اور بہتان تراشی کرنے والوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں، یہ نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات کو تعدد ازواج (متعدد شادیوں) کے حوالہ سے ہدف تنقید بناتے ہیں۔ جبکہ برِّصغیر پاک وہند میں تاجِ برطانیہ کے زیرِ اقتدار عیسائی

---

[31] Muir, *Muhammad and Islam*, 148.
[32] Gibbon, *The Decline and Fall of the Roman Empire*, 694.
[33] Reynold Alleyne Nicholson, *Literary History of the Arabs* (New York: Silver Scroll Publishing. 1914), 167.
[34] Philip Schaff, *History of The Christian Church* (Massachusetts: Hendrickson Publishers. 2006). 4:169.
[35] Erich, *Bridge to Islam*, 33.
[36] Gustav Weil, *History of the Islamic Peoples*, 18, 19.
[37] Will Durant, *The Age of Faith*, 172, 173.
[38] James Kritizeck, *Peter the Venerable and Islam* (City: Princeton University Press, 1964), 137.

پادریوں کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کے نتیجے میں پروان چڑھنے والی تحریکِ شماتت میں منفی کردار ادا کرنے والوں میں سے چند یہ ہیں:

سوامی دیانند سرسوتی، لالہ منشی رام عرف سوامی شردھانند، مہاشہ راجپال، چرن داس، نتھو رام، لالہ پالامل، لالہ ہنس راج، پنڈت گورودت، لالہ لاجپت رائے، ڈاکٹر رام گوپال، چلچل سنگھ، لیکھرام، ماسٹر آتمارام، پنڈت کرپالال، لالہ وزیر چند، سوامی درشنانند سرشتی بدایونی، رام چندر، پرمانند، گوالکر، جن سنگھ، کشور آپٹے، لالہ ہردیال، پنڈت سیتارام، ڈاکٹر مونجے، پنڈت کالی چرن، پنڈت رام چندر، دھرم بھکشو لکھوی، بھولاناتھ سین، پانڈونگ ویناناتھ، پنڈت شیام لال، مدن موہن مالویہ، سیتہ دیو، آربندو گھوش، کھیم چند وغیرہ کے نام بطورِ خاص شامل ہیں۔ ان بدباطن شاتمین نے سرکارِ دوعالم رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی کو موضوعِ بحث بنا کر شانِ رسالت ﷺ میں اہانت وگستاخی کا ارتکاب کیا۔[39]

برصغیر کی تاریخ میں راج پال نے اپنی کتاب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی نجی زندگی کو موضوعِ بحث بنا کر ہدفِ تنقید بنایا۔ اسی طرح سلمان رشدی نے انگریزی زبان میں ایک ناول لکھا جس کا نام ہے (Satanic Verses)، جسے 1988ء میں بین الاقوامی ادارے پینگوئن بکس نے شائع کیا، جس میں آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام افراد کے اعتراضات وشبہات کا تفصیلی احاطہ ایک آرٹیکل میں ممکن نہیں ہے، تاہم ان میں چند مشہور مستشرقین کے بعض شبہات کو بطورِ حوالہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

جان آف دمشق

مغربی دنیا میں رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ اور پاکیزہ سیرت کو موردِ الزام ٹھہرانے اور آپ ﷺ کے خلاف اظہارِ عداوت کی تحریک کا آغاز نامور عیسائی مستشرق جان آف دمشق (700 یا 749ء) سے ہوا۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے ایک منظم منصوبے کے تحت اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف منفی تحریروں، دشمنی کی تحریک کا آغاز اور مناظروں کا دور شروع کیا۔ بعد ازاں یہی بیزنطینی روایات کا مصدرِ اوّل تسلیم کر لیا گیا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف نفرت، دشمنی اور سب وشتم کا سلسلہ سب سے پہلے اسی نے شروع کیا، یہی وہ پہلا عیسائی مشنری تھا جس نے آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جنسی و شہوانی الزامات کی بھرمار کر کے جنسی اتہامات کا طومار کھڑا کیا۔ اس کا تیار کردہ لٹریچر ازمنہ وسطیٰ سے عہدِ حاضر تک مغرب کی عیسائی دنیا (مستشرقین) کے لیے بنیادی ماخذ کا کام دیتا رہا۔ جان کے بعد آنے والے قرون وسطیٰ کے بیشتر عیسائی مصنفین نے اس

---

[39] رائے محمد کمال، **غازی علم الدین شہید** (لاہور: جہانگیر بک ڈپو، س۔ن)، 37۔

کی پیروی کرتے ہوئے تصویر رسول کو خوب بگاڑا، گھسے پٹے الزامات واتہامات عائد کیے اور چبائے ہوئے نوالوں کو پھر سے چبایا،بظاہر اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے مآخذ کم و بیش یکساں تھے۔اس لیے جب بھی انہوں نے سیرت پر قلم اٹھایاتو نظم ہو یا نثر، دونوں میں سیرت ختم الرّسل ﷺ کو افراط و تفریط کے سانچوں میں ڈھال کر محض خیال و قیاس کے سہارے پیش کیا۔اس تفصیل کا مدعا یہ ہے کہ ظہورِ اسلام کے بعد کئی صدیوں تک بھی مسیحی نفرت وعداوت کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی، اور اہلِ مغرب پیغمبرِ اسلام ﷺ کو بدستور (نعوذ باللہ نقل کفر، کفرنہ باشد) جھوٹا قرار دیتے رہے کہ اتنے میں صلیبی جنگوں کے طویل سلسلے نے جلتی پر تیل کا کام کیا، صلیبی جنگوں میں صلیب سرنگوں ہوگئی اور تمام تیاریوں کے باوجود دنیائے اسلام کو زک پہنچانے کا منصوبہ ناکام ہوااورانہوں نے دیکھ لیا کہ میدان جنگ میں رسد، کمک اور سامانِ جنگ کی فراوانی کے باوجود وہ مسلمانوں کا زیادہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو پھر انہوں نے کمالِ عیاری سے اسباب، وسائل اور حکمتِ عملی کو یکسر بدل ڈالا اور گویا فیصلہ کرلیا کہ جنگ جیتنے کے لئے نیا ترکش، نئے تیر استعمال کیے جائیں اور گرم جنگ نہ سہی سرد جنگ میں مسلمانوں کو زیر کیا جائے۔

جان آف دمشق نے ایک باقاعدہ اسکیم کے تحت دینِ برحق کے خلاف تحریک چلائی۔اسلام کو بت پرست مذہب سے تعبیر کیااور کعبۃ اللہ کو (نعوذ باللہ) بت کے نام سے موسوم کیا۔چونکہ اسلام پر اعتراض کرنے کے لیے سرکارِ دوعالم ﷺ کی سیرت، شخصیت اور دعوت کو موردِ الزام ٹھہرانا ضروری تھا، لہٰذا اس نے رسولِ رحمت ﷺ کی مبارک زندگی اور سیرت و کردار پر حملہ شروع کیا۔آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرکے خاتم المعصومین ﷺ کو دیومالائی قصّوں کا ہیرو قرار دیا۔داستان سازی کے اس صنعت خانے میں رسالت مآب ﷺ کے بارے میں طرح طرح کے افسانے اور مضحکہ خیز خرافات گھڑے گئے، یہی من گھڑت کہانیاں لاطینی تاریخ اور بعد ازاں عیسائی چرچ کی تاریخ وروایات کا حصہ بن گئیں۔جان نے رسالت مآب ﷺ کی مقدس باعفت وعصمت شخصیت پر جنسی اتہامات کا جو طومار کھڑا کیا وہ بعد میں مغربی اسکالرز کی تحقیق وریسرچ کا موضوع بن گیا۔ اسی نے حضرت زینب بنتِ جحش اور حضرت زید بن حارثہ کے واقعے کو ایک افسانہ بنادیا،یہی افسانے یورپ میں کلاسیکی موضوعات بن گئے۔ ساتھ ہی جان آف دمشق نے تعدّدِ ازواج (Poly Gamy)، طلاق اور اس قسم کے دیگر مسائل کو بھی اچھالا۔[40]

[40] ندوی،**اسلام اور مستشرقین**،15،14:3۔

آٹھویں صدی عیسوی میں جان آف دمشق کے پیروکاروں نے ان ہی بنیادوں پر دینِ برحق اور نبی رحمت ﷺ کے خلاف منفی لٹریچر کا انبار کھڑا کر دیا۔ یہی منفی اور تخریب کارانہ لٹریچر مغربی اسکالرشپ کے لیے حوالہ جات کا کام دینے لگا۔ بلکہ مڈل ایجز (ازمنہ وسطیٰ) سے لے کر مغربی نشاۃ ثانیہ اور نشاۃ ثانیہ سے لے کر انتہائے بیسویں صدی تک مغرب کی عیسائی اور دیگر غیر مسلم دنیا کے لیے مصدر کا کام دیتا رہا۔

عبدالمسیح بن اسحاق الکندی

اسلامی تعلیمات اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف اظہارِ نفرت اور عداوت کے جذبے سے جو لوگ سرشار تھے اور انہوں نے اس قبیح عمل میں حصہ لیا ان میں ایک بدنام زمانہ نام عبدالمسیح بن اسحاق الکندی کا ہے۔ سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرت و کردار اور اسلام کے خلاف جو ادبی لٹریچر تیار کیا گیا، ادب کے اسی انبار میں ایک رسالہ قابل ذکر ہے، یہ رسالہ عبدالمسیح بن اسحاق الکندی کی طرف منسوب ہے، چوں کہ اس کا اثر مستشرقین پر آج تک موجود ہے، لہٰذا مغربی اسکالرز نے نہایت دل چسپی کے ساتھ اس کی اشاعت کا اہتمام کیا، یہ انیسویں صدی عیسوی میں پروٹسٹنٹ مشنری اسکول کے استعمال کے لیے 1880ء میں لندن سے شائع کیا گیا۔ یہ رسالہ مڈل ایجز میں راہ نما اصول کا کام دیتا رہا۔ دنیا کے مختلف زبانوں میں اس رسالے کے تراجم ہوئے۔ اس رسالے کے مرکزی مضامین میں سیرتِ محمد ﷺ کو جنس (تعدّدِ ازواج) اور جنگ سے ملوّث کرنا اور دیگر مختلف قسم کے اتہامات شامل تھے۔ [41]

منٹگمری واٹ

عیسائی دنیا کے جن لوگوں نے سرورِ کونین ﷺ کی ذاتِ اطہر کو ہدفِ طعن بنایا ان میں منٹگمری بھی شامل ہے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ذات بابرکات پر جنسی اتہامات اور اس حوالے سے اٹھائے گئے اعتراضات و شبہات کا سلسلہ مستشرقین کے لٹریچر کا باقاعدہ حصہ قرار پایا اور اس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ مغرب کی عیسائی دنیا کا نام ور مستشرق منٹگمری واٹ (Watt, W. Montgomery) تاریخی حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے لکھتا ہے:

> We conclude, then, that virilocal poly gamy, or the multiple virilocal family, which for long was the distinctive feature of Islamic society in the eyes of Christendom, was an innovation of Muhammad's. There may have been some instances of it before his time,

---

[41] ایضا، 3:17۔

but it was not widespread, and it was particularly foreign to the outlook of the Medinans.[42]

ایک خاوند اور متعدد بیویوں پر مشتمل گھرانہ جو مدتوں عیسائیوں کی نظروں میں اسلامی معاشرے کی خصوصی شناخت رہا، وہ محمد ﷺ کے ذہن کی اختراع تھی۔ ممکن ہے ان سے پہلے اس کی چند مثالیں موجود ہوں لیکن یہ رسم عام نہ تھی اور خصوصاً اہلِ مدینہ کے لیے یہ بات بالکل نئی تھی۔

جیفری پیرنڈر

جیفری کا شمار ان عیسائی مصنفین میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے امام الانبیاء ﷺ کی سیرت کے خلاف تحریری مواد تیار کیا، اور مستشرقین و اہلِ یورپ کو متعصبانہ اور غیر منصفانہ لٹریچر فراہم کیا جس کے نتیجے میں بہت سے لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ جیفری نے سرکارِ دو جہاں ﷺ کے تعددِ ازواج کو بطورِ خاص نشانہ بنایا۔ عیسائی مصنف (Geoffrey Parrinder) "Sex in the world's Religions" میں ایک سے زائد شادیوں (Poly Gamy) کو آپ ﷺ کی پیغمبرانہ شان کے منافی اور خود پیغمبری کے منصب کے لیے قابلِ مذمت گردانتا ہے[43]۔ اس طرح علم و تحقیق کے بھیس میں معنوی اسلحے سے اسلام اور رسولِ رحمت ﷺ کے بارے میں مہمل خیالات، بے سروپا قصے کہانیاں، بے ہودہ الزامات واتہامات، اور تشکیک وتذبذب کے بیج بو کر خرافات کا ایسا جنگل اگا دیا جسے کاٹنا آسان نہ تھا۔[44]

ول ڈیورنٹ

مغربی دنیا کے جن لوگوں نے خاتم الانبیاء ﷺ کی پاکیزہ سیرت کو منفی انداز میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اپنے قلم کا استعمال کیا، اور دنیا کے سامنے تحریری مواد پیش کر کے اپنے متعصبانہ سوچ کا عملی ثبوت پیش کیا ان میں ول ڈیورنٹ بھی شامل ہے۔ جس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "دی ایج آف فیتھ" ہے، اس کتاب میں سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تنقیدی تبصرہ کر کے آپ ﷺ کی پاکیزہ اور مثالی سیرت کو دنیا کے سامنے غلط طریقے سے پیش

---

[42] William Montgomery Watt, *Muhammad at Madina* (Oxford: Oxford University Press, 1956), 277.

[43] Geoffrey Parrinder, *Sex in the World's Religion* (London: Sheldon Press, 1996), 151.

[44] نثار احمد، "مطالعہ سیرت اور مستشرقین،" مشمولہ اسلام اور مستشرقین، مرتب۔ سیّد صباح الدین عبدالرحمن (ہندوستان، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، 1986ء)، 3:60۔

کرنے کی کوشش کی۔ اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی شخصیت کو نہایت نامناسب انداز میں پیش کیا گیا ہے، چنانچہ ول ڈیورنٹ(Will Durant)اپنی اسی تصنیف"The Age of Faith"میں لکھتا ہے:

"Women and power were his only indulgences"[45]

یعنی عورتیں اور اقتدار ہی بس آپ کی مصروفیات تھیں۔ تقریباً آٹھویں صدی عیسوی سے عیسائی یورپ نے اسلام کو اپنا عظیم دشمن سمجھنا شروع کیا جو عسکری اور روحانی دونوں حلقہ اثر میں اس کے لیے خطرہ تھا۔ اسی مہلک خوف کے زیرِ اثر عیسائی دنیا نے اپنے اعتقاد کو سہارا دینے کے لیے اپنے ذہن کو ممکنہ حد تک انتہائی ناپسندیدہ نظروں سے پیش کیا... بارہویں اور تیرہویں صدی عیسوی میں تراشا گیا اسلام کا تصور اہلِ یورپ کی فکر اور سوچ پر غالب رہا ہے۔

بعض مستشرقین کا اعترافِ حقیقت

مذکورہ بالا حقائق کے برعکس بعض مستشرقین ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ عیسائی دنیا میں رحمتِ عالم ﷺ کے بارے میں جو لٹریچر تیار کیا گیا ہے وہ حقیقت کے برعکس اور مبنی بر تعصب ہے اور یہ کہ اربابِ استشراق آپ ﷺ کے بارے میں تعصب کے شکار ہیں۔ اس ناقابل تردید اور تاریخی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے:"A History of Medieval Islam"کا مصنف مغربی دانشور جے جے سانڈرس(J.J. Saunders)لکھتا ہے:

> "اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیغمبرِ عربی ﷺ کو عیسائیوں نے کبھی بھی ہمدردی اور توجہ کی نظر سے نہیں دیکھا، جن کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شفیق ہستی ہی آئیڈیل رہی ہے، صلیبی جنگوں سے آج تک محمد ﷺ کو متنازع لٹریچر میں بطور۔۔۔ پیش کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق بے ہودہ کہانیاں پھیلائی گئیں اور طویل عرصے تک ان پر یقین کیا جاتا رہا ہے۔"[46]

اس ناقابل تردید حقیقت کا اعتراف مغربی دنیا کے دریدہ دہن مستشرق ڈبلیو منٹگمری واٹ (Watt.W.Montgomery) کو بھی ہے، موصوف اپنی کتاب "اسلام کیا ہے؟" میں رقم طراز ہے: "مشکل یہ ہے کہ ہم اس گہرے تعصب کے وارث ہیں جس کی جڑیں قرونِ وسطیٰ کے جنگی پروپیگنڈے میں پیوست ہیں۔ اب اس کا وسیع پیمانے پر اعتراف کیا جانا چاہیے۔[47] ڈاکٹر واٹ(Watt)"Muhammad at Macca" میں لکھتا ہے: 'تاریخ کی عظیم ترین شخصیات

---

[45] Durant, *The Age of Faith*, 172-173.

[46] John Joseph Saunders, *A History of Medieval Islam* (Canada: Routledge and Kegan Paul Ltd, 1965), 34, 35.

[47] ڈبلیو منٹگمری واٹ، **اسلام کیا ہے**، مترجم۔ عبدالخالق (ہندوستان، الفرقان پبلشرز، 1968ء)، 1-2۔

میں سے مغرب میں محمد ﷺ کی سب سے کم پزیرائی ہوئی ہے۔ مغربی مصنفین محمد ﷺ کے بارے میں بدترین چیز پر بھی یقین کرنے کو تیار رہتے ہیں، اور جہاں کہیں انہیں اپنے کسی فعل کی قابل اعتراض توضیح ممکن دکھائی دی، فوراً اسے ایک حقیقت تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گئے۔[48]

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا(1984ء) میں پیغمبرِ اسلام ﷺ پر جو مقالہ ہے، اس کے آخر میں مقالہ نگار نے تصریح کی ہے کہ بہت کم بڑے لوگ اتنے زیادہ بدنام کیے گئے ہیں جتنا کہ نبی رحمت ﷺ کو بدنام کیا گیا۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی اور عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاونڈ (نعوذ باللہ) شیطان کے ہم معنی بن گیا۔ سرکارِ دوعالم ﷺ اور ان کے مذہب کی یہ تصویر اب بھی کسی قدر اپنا اثر رکھتی ہے۔ انگریز مصنف تھامس کارلائل پہلا قابل ذکر مغربی شخص تھا، جس نے 1840ء میں بتاکید واضح طور پر کہا کہ محمد ﷺ یقیناً سنجیدہ تھے، کیوں کہ یہ فرض کرنا بالکل مضحکہ خیز ہے کہ ایک فریبی آدمی ایک عظیم مذہب کا بانی ہو سکتا ہے:

Few great men have been so maligned as Muhammad. Christian scholars of medieval Europe painted him as an impostor, a lecher, and a man of blood. A corruption of his name, 'Mahound, even came to signify the devil. This picture of Muhammad and his religion still Thomas Carlyle in 1840 was the first notable European to insist publicly that Muhammad must have been sincere, because it was ridiculous to suppose an impostor would have been the founder of a great religion[49]

معروف امریکی مورخ ایس پی اسکاٹ (SCOTT S.P) اس کھلی حقیقت کا بابانگ دہل اعتراف ان واشگاف الفاظ میں کرتا ہے:

"موروثی تعصبات کی بناء پر تمام الٰہیاتی عقیدوں میں سے کسی کو بھی اس قدر جہالت اور ناانصافی کا نشانہ نہیں بننا پڑا جتنا کہ اسلام کے اصولوں کو، تیرہ صدیوں تک اس مذہب کے بانی کو بہروپیا کہا جاتا رہا، ان کے مقاصد پر اعتراضات کیے گئے۔ ان کے کردار سے ہر وہ برائی منسوب کر دی گئی جو انسانیت کے لیے باعثِ تذلیل اور بلا خیز ہو، بے اندازہ لغویات اور بدترین بہیمیت کو ان کی تعلیمات سے منسوب کر دیا گیا۔ کلیسائی معاندت اور بدباطنی نے اپنے حریف کے کردار کو داغ دار کرنے میں اپنے تمام وسائل صرف کر دیے۔"[50]

---

[48] قریشی، شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ، 39۔

[49] Robert P. Gwinn, "History of Arabs", in *Encyclopedia Britannica* (Oxford, U.K: Oxford University Press, 1947, 9th Edition) 16:656.

[50] Samuel Parsons Scott, *History of Moorish Empire in Europe* (London: Philadelphia: J.B Lippincott Company, 1904), 58, 59.

حاصل یہ کہ بعض مستشرقین نے جرات کا مظاہرہ کیا ہے اور اس حقیقت کا برملا عتراف کیا ہے کہ سید الاولین والآخرین ﷺ کی مبارک سیرت کے حوالے سے مغربی مصنفین نے تعصب کارویہ اپنایا ہے، چنانچہ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں انہوں نے غیر منصفانہ طرزِ عمل اپنا کر سرورِ کونین ﷺ کی سیرت کو داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

نتائج بحث

مذکورہ بحث سے سیرتِ طیبہ کے حوالے سے استشراقی فکر کا ایک عمومی تصور اور رخ سامنے آتا ہے، جس کے چند پہلو حسبِ ذیل ہیں:

1. مستشرقین نے سید الاولین والآخرین ﷺ کی سیرت و کردار اور آپ ﷺ کی ابدی ودائمی تعلیمات کو مسخ شدہ شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔
2. استشراقی فکر کے پروان چڑھنے کے بہت سے اسباب ہیں جن میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مسلح تصادم، اسلام کی جامعیت وعالمگیریت، اسلامی ریاست کی وسعت پذیری اور آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء اور سابقہ شرائع کا ناسخ ہونا شامل ہے۔
3. صلیبی جنگوں نے استشراقی فکر کو پروان چڑھانے میں نمایاں حصہ لیا ہے کیونکہ جب ان پانچ سو سالہ طویل صلیبی جنگوں کے نتیجے میں مسلمانوں کو خاطر خواہ نقصان نہیں پہنچایا گیا اور عیسائیوں کے مقاصد پوری طرح حاصل نہ ہوئے تو انہوں نے سرد جنگ کے ذریعے اسلام اور رحمتِ عالم ﷺ کے خلاف منفی پروپیگنڈے کو ترویج دی۔
4. اکثر عیسائی مصنفین تعصب اور انتہا پسندی کے شکار نظر آتے ہیں اور اسی بناء پر انہوں نے آپ ﷺ کی تعلیمات اور ذاتی زندگی بالخصوص آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کو ہدفِ تنقید بنایا، اور آپ ﷺ کی سیرت کے ازدواجی پہلو کو انتہائی منفی انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ وکسر باقی نہ رکھی۔
5. مستشرقین کے مطالعاتی رجحانات میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ سے متعلق بدگمانی پھیلانا، اسلامی تاریخ کو مسخ شدہ شکل میں پیش کرنا اور اسلامی تہذیب کی تحقیر شامل ہے۔
6. برصغیر کے بعض غیر مسلم مصنفین نے بھی آپ ﷺ کی سیرت و کردار پر بے جا اور متعصبانہ اعتراضات کئے ہیں۔
7. بعض مستشرقین نے انصاف پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہلِ یورپ اور مستشرقین کے تعصب کا اعتراف کیا ہے۔

تجاویز وسفارشات

1. سرورِ کونین ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر انسانیت فلاح و کامیابی پا سکتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی سیرت وسنت کو اپنانے اور اپنے لئے مشعلِ راہ بنانے کی ضرورت ہے، جس پر زندگی کے ہر شعبے اور ہر مرحلے میں خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
2. سیرتِ طیبہ کو مثبت انداز میں پیش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار پر جو شبہات کئے گئے ہیں ان کا مثبت جواب دے کر ان شبہات کی حقیقت واضح کر کے انسانیت کو رسولِ رحمت ﷺ کے بارے میں صحیح علمی و مدلل اسلوب میں آگاہی فراہم کی جاسکتی ہے۔
3. میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ پر مبلغِ اعظم ﷺ کا صحیح تشخص پیش کیا جائے اور آپ ﷺ کی تعلیمات واقدامات کی صحیح اور بامعنیٰ تشریح وتوضیح کی جائے۔
4. جس طرح بعض اربابِ مغرب اور دیگر غیر مسلم اقوام مختلف ذرائع ابلاغ کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اسی طرح مسلمانوں کو چاہیئے کہ انہیں مثبت اور بامقصد کاموں کے لئے استعمال کریں۔اور کولڈ وار کے مقابلے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھیں۔
5. مغربی حلقوں بالخصوص مستشرقین کے افکار و نظریات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ کر کے حکمت و بصیرت کے ساتھ مدلل انداز میں ان کے شبہات و تنقیدات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

Bibliography

Al-Qushaiyrī, Muslim bin al-Hajjāj Abu al-Hassan. *Sahīh Muslim*. Riyadh: Darussalam, 2008.

Al-Umarī, AKram Ziā. *Mawqif al-Istishraq min al-Sunnah*. Al-Madīnah: Aljāmiat al-Islamiyyah.

Bethman Erich. *Bridge To Islam*. United States: Whitefish MT, Literary Licensing, LLC, 2011.

Bukhārī, Muhammad bin Ismāīl. *Al-Jāmi al-Sahīh.* Karāchi: Assahu al-matābi 1995.

Dihlvī, Abdu al-Haq. Madāriju al-Nubuwat. Sakhar: Maktaba Nooriyyah, 1977.

Encyclopaedia Aamericana. Edition 1947.

Encyclopaedia Britannica. 9th Edition.

Fisher George. *The Begining of Christianity*. New York: Scribner, Armstrong& co. 1886.

Geoffrey Parrinder. *Sex in the world's religions*. London: Sheldon Press.1996.

Gibbon Edward. *The Decline and Fall of the Roman Empire*. New York: Every man's edition. 2013.

Gustav Weil. *History of the Islamic Peoples*. India: Sagwan press. 2018.

Ibin e Hajr, Ahmad bin Alī Asqalānī. *Fathu al-Barī*. Berut: Dar al-Marifat. 1379 H.

Ibn al-Jozī, Abdur Rahmān bin Alī. *Al-Muntazim fī Tārīkh al-Mulook w al-Umam*. Berut: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1412.

J.J. Saunders. *A History of Medieval Islam*. Canada: Routledge and Kegan Paul Ltd, 1965.

Kāndihlavī، Muhammad Idrīs. *Sīrat al-Mustafā*. Lāhore: Maktaba Usmāniyyah، 1992.

Kritizeck James Peter. *The Venerable and Islam*. New Jersy: Princeton University Press: 1964.

Mansùr Pùrī, Qāzī Muhammad Sulaymān. *Rahmat ul-Lil Alamīn*. Karāchi: Dār al-Ishāt. 1411H.

Mubārak poorī Safī al-Rahmān. *Al-Rahīq al-Makhtoom*. Lāhore: Al-Maktabah al-Salfiyyah 2005.

Muhammad bin Abdu al-Bāqī. *Sharhu al-Mawahib al-Laduniyyah*. Qāhira: Matba al-Azharizzah.

Muhammad bin Sād. *Al-Tabqāt al-Kubrā*. Berut: Dār e Sādir.

Muhammad Hamīdullāh. *Al-Wasaiq al-siyāsiyyah*. Qāhira: Lajnatu al-tālīf wa al-tarjumah, 1941.

Muir, Sir William. *Muhammad and Islām*. New Delhi: Cosno publication, 2010.

Nicholson, R.A. *A Literary History of The Arabs*. New York: Silver Scroll Publishing. 1914.

Philip Schaff. *History of The Christian Church. US*. Massachusetts: Hendrickson Publishers, 2006.

Pīr Karam Shāh al-Azharī. *Zia al-Nabī*. Lāhore: Zia al-Qurān publishers, 1420.

Prf M. Akram Rānā. *Muhammad ﷺ& Mustashriqīn*. Lāhore: Idārah Mārif e Islāmī, 2014.

Quryshī, Zafar Alī. *Shān e Risālat men GusthaKhī ki Bahth*. Sargodhā: Aālmī Majlis Tahaffuz Khatm e Nubuwat.

Rāy Muhammad Kamāl. *Ghāzī alm al-dīn Shahīd*. Lāhore: Jahāngīr Book Depo 2002.

Sayyed Sabah Al-Dīn. *Islām aur Mustashriqīn*. Indiā: Dār al-Musannifīn, 1986.

Scott S.P. *History of Moorish empire in Europe*. London. Philadelphia: J.B Lippincott Company.1904.

Shamīm Akhtar Qāsmī. *Sīrat al-Nabī per itirazā ka jāiza*. Lāhore: Maktabah Qāsim al-Uloom.

Shiblī Numānī. *Sīrat al-Nabī*. Lāhore: Maktabah Madīnah, 1408.

Siddīquī Muhamaad Shakīl. *Barr i Saghīr Pāk o Hind me Sīrat nigārī k rujhānāt*. Karachi: University of Karachi, 2015.

Sir Sayyed Ahmad Khān. *Khutbāt e Ahmadiyyah*. Lāhore: Dost Assosiation 2008.

Tabrī, Muhammad bin Jarīr. *Tārīkhu al-Umam w al-Mulook*. Qāhira: Dar al-Mārif.

Watt, W. Montgomery. *Muhammad at Madina*. U K: Oxford University Press, 1956.

Wātt, W. Montgomery. *The Cure for Human Ills*. London: 1959.

Will Durant. *The Age of Faith*. New York: Simon and Schuster. 2011.